۳؍ اکتوبر ۱۹۱۳ء

خطبہ جمعہ

حضرت امیر المومنین نے سورۃ بقرہ کے پانچویں رکوع (یَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ (البقرۃ:۴۷)) کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

قرآن کریم عجیب عجیب پیرائے میں نصیحتیں فرماتا ہے۔ بہادر سپاہی کی اولاد! تم بھی غور کر لو۔ کوئی اپنے آپ کو سید سمجھتا ہے۔ وہ اپنے بڑوں کی بہادری پر کتنا فخر کرتا ہے۔ کوئی قریشی کہلاتا ہے وہ سیدوں کو اپنی جزء قرار دیتا ہے۔ اسی طرح کوئی مغل ہے' کوئی پٹھان' کوئی شیخ' غرض مخلوق کے تمام گروہ اپنے آپ کو کسی بڑے آدمی سے منسوب کرتے ہیں۔ مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ بڑا آدمی کیوں بنا؟ اپنے اعمال سے۔ پس اگر تم ان اعمال کے خلاف کرو گے تو کیا بڑے بن سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ جو بہادری انسان کو بڑا بنا سکتی ہے کیا اس بہادری کا ترک کر دینا انسان کو بزدل نہیں بنا سکتا۔

مجھے ہمیشہ بڑا تعجب آتا ہے کہ انسان بڑوں کی بڑائی پر فخر کرتا ہے مگر اپنی طرف غور نہیں کرتا کہ میں اپنے خاندان کو بڑا بنا رہا ہوں یا اس کے غرق کرنے کے درپے ہوں۔ ایک چھوٹا آدمی ہمارے شہر بھیرہ میں بڑا بن گیا اور بڑا ذلیل ہو گیا۔ وہ جو ذلیل ہو چکا تھا ایک دن اس بڑا بننے والے کی تحقیر کرنے لگا۔ میں نے اسے کہا۔ کیا تمہاری طاقت ہے کہ اس کے برابر بیٹھو یا جیسا گورنمنٹ میں اس کا اعزاز ہے اور وہ

کرسی نشین ہے، کیا تم بھی کسی حاکم کے سامنے جانے کے قابل ہو۔ وہ تم سے کئی درجے اچھا ہے۔ کیونکہ اس نے نابود کو بود بنا دیا اور تم نے بود کو نابود کیا۔ اب بتاؤ کہ تم بڑے ہو یا وہ؟

پس میرے پیارو! اگر تم بڑوں کی اولاد ہو اور خدا نے تمہیں تیرہ سو برس سے عزت دی تو بڑوں کے کاموں کو نابود کرنے والے نہ بنو۔ تم خود ہی بتاؤ کہ وہ شرک کرتے، جھوٹ بولتے، دھوکا کرتے، دوسروں کو دکھ دیتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ تو کیا تم ان افعال کے مرتکب ہو کر بڑے بن سکتے ہو؟ بنی اسرائیل کو تو خدا نے شام میں بڑائی دی تھی مگر اسلام نے یہاں تک معزز کیا کہ تمہیں سارے جہان میں عظیم الشان بنا دیا۔ اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ یہ آیت اُذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (البقرۃ:۴۸) تمہیں انعامات الٰہی یاد دلانے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ اگر تم انعام الٰہی کی ناقدری کرو گے تو اس کا وعید تیار ہے۔ کیونکہ جس طرح نیکی کا پھل اعلیٰ درجے کا آرام ملتا ہے ایسا ہی بدی کا پھل بھی ذلت و ادبار کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

یہود کو کفران نعمت کی سزا میں پہلے مدینہ سے نکالا گیا تو لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ (الحشر:۱۲) کہنے والے کچھ کام نہ آئے۔ پھر جب مدینہ سے نکالے گئے تو ان کا کوئی مددگار نہ ہوا۔ اسی طرح مسلمانوں کے ساتھ بھی معاملہ ہوا۔ سپین سے ایک دن میں نکال دیئے گئے۔ لاکھوں لاکھ تھے جنہوں نے جانے سے ذرا چوں وچرا کی ان کو عیسائی بنا لیا گیا۔ اب سیاحوں سے پوچھو۔ اسلام کا وہاں نام نشان تک نہیں۔ مسجدیں ہیں اور چند عدالت کے کمرے۔ وہ تمہارے رلانے کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔

اسی طرح مراکش ہے۔ پھر طرابلس میں کئی لاکھ کا کتب خانہ تھا۔ بنو امیہ کی اتنی بڑی سلطنت تھی کہ ایک طرف چین اور ایک طرف فرانس سے اس کے حدود ملتے تھے۔ مگر اب یہ حال ہے کہ کوئی اپنے بیٹے کا نام یزید یا معاویہ نہیں رکھتا۔ یعنی جن کی مدح سرائی ہوتی تھی اب ان کا نام تک رکھنے کے روادار نہیں۔ پھر عباسیوں کی سلطنت تھی۔ ایک دفعہ محمود غزنوی سے ان کی کچھ رنجش ہوگئی۔ محمود غزنوی نے اس خلیفہ کو لکھا کہ میں ہندوستان کا فاتح ہوں اور میرے پاس اتنے ہاتھی ہیں۔ خلیفہ نے اس کے جواب میں الم الم نہایت خوبصورت لکھوا کر بھیج دیا۔ محمود کے دربار میں تو سب فارسی دان ہی تھے۔ چنانچہ اس زمانے کی یادگار صرف شاہنامہ ہی باقی ہے۔ وہ تو کچھ سمجھے نہیں۔ آخر محمود نے کہا کہ خلیفہ نے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ (الفیل:۲) یاد دلائی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس ہاتھی ہیں تو ہمارا وہ رب جو اصحاب فیل کو ہلاک کر چکا ہے۔ بہت ڈر گیا اور معذرت کی جس

پر تعلقات درست ہو گئے۔ مگر پھر بغداد کا حال ہمیں معلوم ہے۔ وہ محمود غزنوی جو خلیفہ کی الم الم سے ڈر گیا تھا اسی پایہ تخت کو ہلاکو اور چنگیز نے تباہ کر دیا۔ ایک ہزار شخص جن پر سلطنت کے متعلق دعویٰ کا گمان تھا ان سب کو دیوار میں چن دیا۔ وہ بی بی جس کا نام نسیم السحر رکھا تھا ایک گلی میں اس حالت میں دیکھی گئی کہ کتے اس کا لہو چاٹ رہے تھے۔

بے شک اللہ کے انعام بہت ہیں مگر اللہ کی پکڑ اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ بنی اسرائیل کو فرعونیوں کا ظلم اور پھر اس سے نجات پانا یاد دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ فرعونی تمہیں طرح طرح کے عذاب دیتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں کو ذلت کے لئے زندہ رکھتے یا ان کا ننگ و ناموس تباہ کرتے۔ پھر ہم نے تمہارے لئے دریا کو جدا کیا اور تمہیں بچالیا مگر فرعونیوں کو غرق کر دیا۔ میرا استاد تھا پٹھان۔ قال اقول پڑھاتا۔ اس میں ایک جگہ آتا ہے کہ زید دریا میں غرق ہوا۔ اگر دریا نہ ہو تو غرق بھی نہ ہو۔ میں نے اپنی سمجھ کے موافق یہ اعتراض کیا تھا کہ ہمارا فرعون ابو جہل تو جنگل ہی میں غرق ہو گیا تھا۔ غرض اگر بنی اسرائیل کو یہ احسان یاد دلایا ہے تو مسلمانوں کے فرعون کو خشکی میں غرق کر کے اس کے بعد کئی انعامات ان پر کئے ہیں۔ اب اگر وہ ناشکری کریں گے تو سزا پائیں گے۔ جس طرح حضرت موسیٰ کو چالیس روز خلوت میں رکھا اسی طرح ہماری سرکار بھی غار حرا میں رہے۔ وَيَتَحَنَّثُ (يَتَعَبَّدُ) فِيْهَا اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ۔

ہماری سرکار پر ایسے ایسے انعام ہوئے کہ ہمیں مالا مال کر دیا۔ بے شک اللہ کے بڑے بڑے احسان ہم پر ہیں مگر نبی کریمؐ کے احسان بھی ہم پر بے شمار ہیں۔ صرف دعا ہی کو لو کہ کس کس موقع پر سکھائی۔ نکاحوں کے لئے استخارہ، پھر بی بی کو گھر لانے پر ایک دعا ہے۔ پھر پاس جانے کی ایک دعا ہے۔ پھر بچوں کے پیدا ہونے کی ایک دعا ہے۔ غرض حد ہی کر دی ہے۔ حضرت موسیٰ کو کتاب اور فرقان عنایت فرمائی تو حضرت محمد رسول اللہ کو بھی ایک نور مبین، فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البينة:4) کتاب عطا فرمائی۔ حضرت موسیٰ کو فرقان بخشا تو ہمارے سید بادشاہ کا فرقان بدر کی جنگ میں ظاہر ہوا۔ یہ اس لئے کہ ہدایت پاؤ۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ غفلت کو چھوڑ دیں اور لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً (البقرة:81) کہنے والے نہ بنیں کیونکہ خدا کسی قوم کا رشتہ دار نہیں۔ نیکی کرو گے تو نیک جزا پاؤ گے۔

(الفضل جلد 1 نمبر 17--- 8 ر اکتوبر 1913ء صفحہ 15)